OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

خصوصی (معذور) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دینی وسماجی خدمات کا تحقیقی جائزہ

A research review of the religious and social services of the special (disabled) companions of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon them)

Bilawal Hussain
Lecturer, BBS University of Technology and Skill Development, Khairpur Mirs Sindh & PhD Scholar Institute of Islamic Studies University of Karachi.
Email: bilawalmagsi@bbsutsd.edu.pk

Dr. Nasir Uddin
Associate Professor, Usool –ud-din Department, Institute of Islamic Studies University of Karachi.

Dr. Muhammad Imran
Assistant Professor, Usool –ud-din department institute of Islamic Studies University of Karachi.

Received on: 03-10-2024 Accepted on: 05-11-2024

Abstract

The Almighty Allah has created a variety of creatures in the universe, and nothing has been created without purpose. Every creation has a definite reason behind it. Among all the creations, humans are granted superiority and made as Allah's vicegerents on earth. The world has been made a testing ground for humans, where some face trials through health and well-being, while others encounter tests in the form of illness and disabilities. In Islam, there is no room for inferiority or despair. The history of Islam is filled with examples of individuals with disabilities who, through their tireless efforts, made significant contributions to their religion and recorded their marks in the world of knowledge. Islam encourages both able-bodied and disabled individuals to rise above despair and advance, offering inspiration and hope, particularly to those facing physical challenges. The lives of the companions of Prophet are rich in contributions to Islam. Not only did the general companions of Prophet contribute to the propagation and welfare of Islam, but special (disabled) companions of Prophet, despite their physical challenges and various obstacles, played key roles in the fields of knowledge, society, and politics. Despite being granted certain exemptions for the disabled in Islamic teachings, these companions of Prophet chose to pursue determination and resilience. Their efforts continue to serve as a beacon of hope and inspiration for both the general and specially-abled individuals in contemporary times.

Keywords: Religious and Social Services, Companions of the Prophet (P.B.U.H), Special (Disabled), Physical Challenges

اللہ تعالی نے کائنات میں طرح طرح کی مخلوق کو پیدا کیا، کوئی بھی چیز بیکار پیدا نہیں کی، ہر چیز کے پیچھے کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے، مخلوقات میں سے انسان کو فضیلت دی اور اس کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا، دنیا کو انسان کے لیے آزمائش کی آماج گاہ بنایا، مختلف رنگ و نسل اور قد کاٹھ کے افراد پیدا کیے، لیکن بعض کو صحت و تندرستی کے ذریعے تو کوئی بیماری اور معذوری کی صورت میں آزمائش کا سامنا کر رہا ہے۔

اسلام میں احساس کمتری اور مایوسی کی کوئی گنجائش نہیں، اسلام کی تاریخ ایسے کئی معذور افراد کی ان تھک محنت اور کوششوں سے بھری پڑی ہے جنہوں نے اپنے دین کے لیے بڑی قربانیاں پیش کیں اور علمی دنیا میں اپنی مثالیں رقم کیں۔ معذور اور صحتمند دونوں کو مایوسی کے گھڑے سے نکالنے اور آگے بڑھنے کی ترغیب دی اور بالخصوص معذور لوگوں کے لیے مشعل راہ بن کر ڈھارس بندھائی۔

صحابہ کرام کی زندگیاں اسلام کی خدمات سے مالا مال ہیں، نہ صرف عمومی صحابہ کرام نے اسلام کی ترویج و اشاعت اور سماجی فلاح و بہبود میں اپنا لوہا منوایا ہے، بلکہ خصوصی (معذور) صحابہ کرام نے جسمانی عوارض اور مختلف رکاوٹوں کے باوجود بھی علمی، سماجی اور سیاسی شعبہ جات میں اپنی خصوصی خدمات سرانجام دی ہیں۔ مختلف احکام میں خصوصی افراد کو قرآن و حدیث میں دیے گئے رخصتوں کے باوجود خصوصی صحابہ کرام نے عزیمتوں پر عمل کیا۔ ان کی خدمات عصر حاضر کے عمومی اور بالخصوص خصوصی افراد کے لیے مشعل راہ ہیں۔

معذور کا معنی

معذور عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ "ع ذ ر" اور باب عذر یعذر سے اسم مفعول ہے۔"[1] اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں ہے: "عذر سے مراد وہ علت ہے جس کی بناء پر کوئی شخص شرعی حکم بجالانے سے معذور سمجھا جائے جیسے بیمار، مسافر، اپاہج"۔[2]

عربی میں معذور کو معاق کہا جاتا ہے جو کہ اعاقۃ مصدر سے ہے جس کا معنی روکنا یا کمزور کرنا ہے۔ جیسے عربی میں کہا جاتا ہے: "أعاقه المرضُ عن المشي "یعنی بیماری نے اسے چلنے سے روک دیا۔ معاق اسم مفعول ہے اعاقۃ مصدر سے، جس کا معنی ہے: "مَنْ تمنعه عاهة جسديّة أو عقليَّة عن النَّشاط الإنسانيّ المعتاد۔[3]" ترجمہ: "جو بھی جسمانی یا ذہنی خرابی سے معمول کی انسانی سرگرمی سے روکا جاتا ہے۔"

عبداللہ بن ام مکتوم

آپ کے نام میں اختلاف ہے، اہل مدینہ کہتے ہیں کہ آپ کا نام عبداللہ بن قیس ہے اور اہل عراق کے یہاں عمرو بن قیس ہے۔[4] لیکن اکثر محدثین کے نزدیک عمرو بن قیس ہی ہے۔ آپ کے والدہ کی کنیت ام مکتوم ہے اور ان کا نام عاتکہ ہے، آپ ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ کے ماموں زاد یا خالہ زاد بھائی ہیں۔[5]

تبلیغی و تعلیمی خدمات

مکہ معظمہ میں اول ہی میں ایمان لائے، آپ مہاجرین اولین میں سے ہیں، نابینا تھے، آپ مکہ میں حضرت بلال، سعد القرظ اور ابو محذورہ کے ساتھ مؤذن رسول تھے۔ حضرت بلال اذان دیتے تھے تو حضرت عبداللہ بن ام مکتوم اقامت کہتے تھے اور بسا اوقات اس کا برعکس۔[6]

آپ قرآن مجید کے حافظ اور مدینہ منورہ میں لوگوں کو قرات سکھاتے تھے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ: "مدینہ طیبہ میں) سب

سے پہلے اصحاب النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں سے جو لوگ آئے وہ مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما تھے، انہوں نے ہمیں قرآن پڑھانا شروع کیا پھر عمار، سعد اور بلال آئے پھر عمر بن خطاب بیس اصحاب علیہم الرضوان کے ہمراہ آئے پھر نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے۔[7] آپ کے آنکھوں کی بینائی بچپن ہی میں چلی گئی تھی۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم بھی حاضر خدمت تھے، رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہاری بینائی کب زائل ہوئی؟ حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم نے جواب دیا بچپن میں میری بینائی زائل ہوئی، آپ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالی فرماتے ہیں: جب میں اپنے بندے کی عمدہ وپیاری چیز (آنکھ) لے لیتا ہوں، تو اس کے بدلہ میں جنت عطا کرتا ہوں۔[8]

آپ کے متعلق مختلف قرآن پاک کی آیات نازل ہوئیں۔ جن میں سرفہرست اور مشہور سورت عبس کی آیات ہے۔ ان آیات کے نازل ہونے کے بعد تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت عبداللہ بن اُمِّ مکتوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بہت عزت فرماتے تھے اور خود ان سے ان کی حاجتیں دریافت فرماتے۔[9]

ایک اور آیت ان کے حق میں نزل ہوئی۔ چنانچہ حدیث پاک میں حضرت زید رضی اللہ عنہ بن ثابت فرماتے ہیں: میں حضرت رسول اللہ ﷺ کے بغل میں بیٹھا تھا، آپ پر سکینہ نازل ہوئی (وحی کے آثار شروع ہوئے) آپ علیہ السلام کی ران مبارک میرے ران پر پڑی، میں نے رسول اللہ ﷺ کی ران سے زیادہ کسی وزنی چیز کو نہیں پایا، پھر آپ سے وحی کی کیفیات دور ہوئیں، آپ علیہ السلام نے فرمایا: لکھو، میں نے ایک ہڈی پر لکھا "**لا یستوی القاعدون من المؤمنین، والمجاھدون فی سبیل اللہ الخ**"[10] ترجمہ: عذر والوں کے علاوہ جو مسلمان جہاد سے بیٹھے رہے وہ برابر نہیں۔

سماجی وسیاسی خدمات

نبی کریم ﷺ نے ان کو بعض ایسے اعزازات سے نوازا جو بہت کم صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوئے ہیں۔ آپ غزوات یا دوسرے اُمور کے لئے مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جاتے تو آپ کو بارہا مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور سفر میں تشریف لے گئے۔ آخری بار حجۃ الوداع کے موقعہ پر۔

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اللہ کے نبی علیہ السلام کا اپنی زندگی میں خلیفہ وجانشین طے کرنا یقیناً آپ کے لئے بہت بڑی فضیلت ہے، امام المؤرخین علامہ واقدی نے ان غزوات کی نشان دہی کی ہے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابنِ ام مکتوم کو مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ بنایا ہے وہ یہ ہیں۔ ۔ مندرجہ ذیل غزوات میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ مدینہ میں آپ کے خلیفہ رہے: (۱) غزوۃ الابواء (۲) بواط (۳) ذوالعشیرۃ (۴) احد (۵) حمراءالاسد (۶) غطفان (۷) جہینۃ (۸) غزوۃ ذات السویق (۹) نجران (۱۰) ذات الرقاع۔ ۱۲۷۳) (۱۱) خندق (۲۱) بنوقریظہ (۳۱) تبوک[11]

آپ قادسیہ کی لڑائی میں شریک ہوئے اور آپ کے ساتھ سیاہ جھنڈا تھا اور آپ کے بدن پر زرہ تھی اور اسی معرکہ میں شہادت نوش فرمائی۔[12]

عتبان بن مالک

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ انصاری، قبیلۂ سالم سے اور بدری صحابی ہیں۔ آپ کی پہلے آنکھیں کمزور تھی لیکن بعد میں نابینا ہو گئے، آپ حضرت امیر معاویہ کے دور میں انتقال کر گئے تھے اور آپ کو اہل مدینہ میں شمار کیا جاتا ہے، آپ سے دس احادیث مروی ہیں۔[13]

دینی خدمات

آپ رضی اللہ تعالی عنہ مضافات مدینہ میں آباد ایک بستی میں رہتے تھے۔ اور اپنے قبیلے کے امام تھے۔ نبی ﷺ نے آپ کو (مدینے میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا،[14] اور آپ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ علمی مشغلہ بھی رہتا تھا، چنانچہ "فیضان فاروق اعظم" کتاب میں ہے: "امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جب ہجرت کے بعد مدینہ منورہ چلے گئے اور بعد میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی تشریف لے گئے تو فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے پڑوسی صحابی حضرت سیّدُنا عتبان بن مالک انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو بنو امیہ بن زید سے تعلق رکھتے تھے ان کے ساتھ مشاورت کر کے یہ معمول بنالیا تھا کہ ایک دن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضری دیتے اور دوسرے دن وہ حاضری دیتے اور دونوں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرامین کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لیتے اور ایک دوسرے کو بتاتے۔"[15]

یہ کس قدر ہمت اور محنت تھی کہ آپ نابینا ہونے کے باوجود علمی مشاغل میں مصروف ہوتے، نابینا اور معذور ہونے کے باوجود صرف فرمان نبوت کی وجہ سے مسجد جا کر پنجگانہ نماز ادا کرتے تھے، اور نابینا ہو کر جماعت کے پابند تھے۔ اور اپنے قبیلے کی مسجد میں نماز پڑھاتے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں کسی قوم کی امامت کرنا کوئی معمولی واقعہ نہیں، معاذ بن جبل اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہما جیسے اساطین امت مسجدوں کی امامت پر سرفراز ہوتے تھے، حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کے لیے یہ شرف کیا کم ہے کہ عہد نبوت میں ان کو امامت کا لازوال فخر حاصل تھا۔

ایک بار حضرت عتبان رضی اللہ عنہ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کی خدمت میں یہ درخواست دی "یا رسول اللہ! آپ کسی وقت میرے غریب خانے پر تشریف لا کر نماز ادا کیجیے۔ یوں میرے گھر میں ایک بابرکت مقام وجود میں آجائے گا۔ چنانچہ بخاری کی روایت میں ہے: بدری صحابی حضرتِ سَیّدُنا عتبان بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "میں اپنی قوم بنی سالم کو نماز پڑھاتا تھا میرے اور اُن کے درمیان ایک نالہ تھا جب بارش ہوتی تھی تو میرے لیے مسجد تک پہنچنا بہت مشکل ہو جاتا تھا پس میں رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری نظر کمزور ہو گئی ہے اور میرے اور میری قوم کے درمیان ایک بہتا نالہ ہے، جب بارش ہوتی ہے تو میرا مسجد پہنچنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے غریب خانے پر تشریف لائیں اور وہاں نماز پڑھیں تاکہ میں اس جگہ کو اپنا مُصَلّٰی (جائے نماز) بنالوں۔ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "عنقریب میں ایسا کر دوں گا۔" دوسرے دن سورج بلند ہونے کے بعد

رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرتِ سَیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تشریف لائے، انہوں نے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب فرمائی، میں نے انہیں اندر بلالیا۔ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''تمہیں کون سی جگہ پسند ہے جہاں میں نماز پڑھوں؟''، جس جگہ میں چاہتا تھا کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہاں نماز پڑھائیں میں نے اس طرف اشارہ کیا، پس رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کھڑے ہوگئے اور تکبیر پڑھی اور ہم نے آپ کے پیچھے صف بنائی، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دو رکعت نماز پڑھائی، پھر سلام پھیر دیا اور ہم نے بھی سلام پھیر دیا۔ میں نے حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خَزِیرہ (گوشت سے بنے ایک کھانے) کے لیے روک لیا جو آپ کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ اہل محلہ کو جب معلوم ہوا کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے گھر میں تشریف فرما ہیں تو وہاں لوگ جمع ہونا شروع ہوگئے حتی کہ بہت سے لوگ جمع ہوگئے تو کسی شخص نے کہا کہ: ''مالک کہاں ہیں، نظر نہیں آرہے؟'' تو ان میں سے ایک شخص بولا: ''وہ منافق ہے، وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے محبت کرتا ہے نہ ہی رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے۔'' یہ سن کر رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایسا نہ کہو، کیا تم دیکھتے نہیں کہ اس نے رِضائے اِلٰہی کے لیے لَااِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا'' یہ فرمان سن کر اُس شخص نے کہا'': اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم زیادہ جانتے ہیں، ہم تو یہی دیکھتے ہیں کہ اُس کی محبت اور باتیں منافقین کے ساتھ ہی ہوتی ہیں۔'' رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اس شخص کو دوزخ پر حرام کر دیا ہے جو رِضائے اِلٰہی کے لیے لَااِلٰہَ اِلَّا اللہ کہے۔ [16]

عمیر بن عدی

آپ کا تعلق بنو خطمہ قبیلے سے ہے اور اپنے قبیلے میں سے سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا۔ آپ کے والد عدی ایک شاعر تھے اور آپ کے بھائی حارث جنگ احد میں قتل کیے گئے تھے۔[17] آپ کی والدہ کا نام امامہ بنت واہب ہے، آپ نابینا تھے، رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام بصیر رکھا تھا۔ آپ اپنے قبیلے بنو خطمہ کے بتوں کو توڑتے تھے۔[18]

دینی خدمات

قرآن پاک کا کچھ حصہ یاد کرنے پر آپ کو قاری کہا جاتا تھا اور آپ اپنے قبیلے کے امام بھی تھے۔[19]

دوسرے سال کے واقعات میں سے حضرت عمیر بن عدی بن خرشہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ کر دینا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمیر کو عصماء بنت مروان یہودیہ زوجہ یزید بن خطمی یہودی کے قتل کے لیے بھیجا، یہ ملعونہ عورت عصماء بڑی بے حیاء اور یہودی عورتوں میں مشہور زبان دراز تھی، ہمیشہ اسلام اور اہل اسلام کی برائیاں کرتی اور مذمت کرتی رہتی تھی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو برابر ایذاء پہنچاتی رہتی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بموجب حضرت عمیر رضی اللہ عنہ رات کو عصماء کے گھر پہنچے اور اس کے گھر میں داخل ہوگئے، اس کا گھر مدینے سے باہر تھا، اس عورت کے قریب بچے تھے جن میں سے ایک کو دودھ پلا رہی تھی، حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے ان بچوں کو اس سے دور کیا اور اپنی تلوار اس کے سینے پر رکھ کر پشت سے گزار دی اور اسی رات لوٹ آئے۔ صبح حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو فرمایا "اس مروان کی لڑکی کو قتل کر دیا؟؟" عرض کیا ہاں، فرمایا: ''لاینتطع فیھا عزان'' یہ کہاوت اور مثل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلی مرتبہ سنی گئی جیسا کہ ''روضۃ الاحباب''میں ہے۔

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اس خوف سے کہ اس میں کوئی معصیت تو نہیں ہوئی ہے انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے فعل کے بارے میں دریافت کیا کہ اس سے مجھ پر کچھ واجب تو نہیں ہوتا؟''لاینتطح فیھا عزان'' یہ پہلی کہاوت ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی گئی۔اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اذا احببتم ان تنظروا الی رجل نصر اللہ و رسولہ بالغیب فانظروا الی عمیر بن عدی(یعنی اگر تم پسند کرتے ہو کہ اس شخص کو دیکھو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی بے دیکھے مدد کی تو تم عمیر بن عدی کو دیکھو)اس وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نابینا کو دیکھو کہ کتنی کوشش کی اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کیا کام کیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں اعمٰی یعنی نابینا نہ کہو بلکہ بصیر یعنی دیکھنے والا کہو۔[20]

عبداللہ بن عمیر خطمی

آپ اہل مدینہ میں سے شمار ہوتے ہیں اور بنی خطمہ سے تعلق رکھنے والے انصاری صحابی ہیں۔ آپ نابینا تھے لیکن اپنی قوم کو نماز پڑھاتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں بھی شریک ہوتے تھے۔[21]

اَبُو اَحْمد بن جحش

آپ کا نام عبد بن جحش ہے، آپ بنی اسد بن خزیمہ سے ہیں، آپ عبداللہ بن جحش کے بھائی ہیں، آپ کی کنیت ابواحمد ہے، آپ کنیت سے زیادہ مشہور ہیں اور اسی سے پہچانے جاتے ہیں، آپ حرب بن امیہ کے حریف تھے، آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، آپ اللہ پاک کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرالی ہیں، آپکی ہمشیرہ محترمہ مخدومہ کائنات حضرت سیدتنا زینب بنت جحش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ اور مؤمنوں کی ماں ہیں اور آپکی والدہ محترمہ امیمہ بنت عبدالمطلب بن ھاشم بن عبد مناف بن قصی ہیں۔[22]

دینی خدمات

آپ اپنے بھائیوں عبداللہ اور عبید اللہ کے ہمراہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے سے قبل اسلام لے آئے تھے۔ آپ اسلام کے دوسرے مہاجر ہیں جنہوں نے حضرت ابوسلمہ بن عبد اسدی کے بعد اپنے بھائی عبداللہ کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی، آپ نابینا تھے لیکن پھر بھی بغیر کسی قائد کہ مکہ کے طول وعرض میں گشت فرماتے تھے۔ آپ زبردست شاعر بھی تھے۔[23]

ابو حذیفہ بن عتبہ

حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ کا اصل نام ہشیم تھا لیکن وہ اپنی کنیت ابو حذیفہ سے مشہور ہوئے۔ آپ کے والد کا نام عتبہ اور والدہ کا نام ام صفوان

تھا۔ابو حذیفہ کے والد عتبہ قریش کے ان بااثر رئیسوں میں تھے جنہوں نے اسلام کی مخالفت میں اپنی پوری طاقت صرف کر دی تھی لیکن خود عتبہ کے لختِ جگر ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ حضرت ابو حذیفہ دراز قامت اور خوب صورت تھے۔ان کے دانت اوپر تلے ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے تھے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا ایک دانت زائد تھا۔ حضرت ابو حذیفہ بھینگے تھے۔[24]

ابو حذیفہ قرشی و عبشمی، دونوں نسبتوں سے جانے جاتے ہیں۔ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ ان جلیل القدر اصحاب رسول میں سے ایک تھے جنھیں للہ نے نام سے پکارا ہے۔ رسول للہ صلی للہ علیہ وسلم کے دارارقم میں منتقل ہونے سے پہلے ایمان لائے۔[25]

دینی خدمات

حضرت ابو حذیفہ نے ہجرت حبشہ و ہجرت مدینہ دونوں کی سعادت حاصل کی۔ آپ رضی اللہ عنہ عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اہم مشہور معرکوں میں جوش و پامردی کے ساتھ سر گرم رہے۔ حضرت ابو حذیفہ نے جنگ احد، جنگ خندق اور باقی تمام غزوات اور صلح حدیبیہ میں شرکت کی۔[26]

جنگ بدر کے دن جسے قرآن مجید نے ''یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ'' کے نام سے پکارا ہے، حضرت ابو حذیفہ کا باپ عتبہ بن ربیعہ جہنم واصل ہوا۔ اللہ کے رسول کا یہ جانی دشمن مشرکوں کی طرف سے جنگ میں شریک تھا۔ابن سعد نے بیان کیا ہے کہ غزوۂ بدر میں حضرت ابو حذیفہ نے اپنے والد عتبہ بن ربیعہ کو مبارزت کے لیے للکارا تو ان کی بہن اور ابو سفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے یہ اشعار کہے:

الأحول الأثعل المشؤوم طائره

أبو حذيفة شر الناس في الدين

یعنی بھینگا، جس کے دانت پر دانت چڑھے ہوئے ہیں، منحوس قسمت والا، ابو حذیفہ سب لوگوں میں بد ترین عقیدے والا ہے۔

أما شكرت أبًا رباك من صغر

حتى شببت شبابًا غير محجون[27]

یعنی تو نے اپنے باپ کا احسان نہیں چکایا جس نے تجھے بچپن سے پروان چڑھایا، یہاں تک کہ تو پورا جوان ہو گیا، بے کج کمر والا۔

آپ کی شہادت جنگ یمامہ میں بارہ ہجری کو ہوئی۔[28]

عدی بن حاتم

عدی بن حاتم بن عبداللہ الحشرج، آپ کی کنیت ابو طریف ہے، آپ بنو طے قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں،[29] آپ جنگ جمل و صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رفیق تھے اور جنگ جمل میں آپ کی آنکھ ضائع ہو گئی۔[30]

دینی وسماجی خدمات

خلافت صدیق اکبر میں جب بہت سے قبائل نے اپنی زکوٰۃ روک دی اور بہت سے مرتد ہو گئے یہ اس دور میں بھی پہاڑ کی طرح اسلام پر ثابت قدم رہے اور اپنی قوم کی زکوٰۃ لا کر بارگاہ خلافت میں پیش کی اور عراق کی فتوحات اور دوسرے اسلامی جہادوں میں مجاہد کی حیثیت سے شریک

ہوئے۔ چنانچہ جنگ یمامہ سے فراغت کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو عراق کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جب عراق روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ دس ہزار کی فوج تھی، جب عراق پہنچے تو سرحد پر حضرت سیدنا مثنٰی بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ دو ہزار فوجیوں کے ساتھ ان کا انتظار کر رہے تھے۔ حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہاں فوج کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور تینوں کو الگ الگ محاذوں پر جانے کا حکم ارشاد فرمادیا۔ فوج کا ایک حصے پر حضرت سیدنا مثنٰی بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو مقرر فرمایا۔ دوسرے حصے پر حضرت سیدنا عدی بن حاتم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو مقرر فرمایا اور تیسرے حصے کی کمان آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے خود سنبھال لی۔ [31]

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالی عنہ بھی اپنے باپ حاتم کی طرح بہت ہی سخی تھے۔ حضرت امام احمد ناقل ہیں کہ کسی نے ان سے ایک سو درہم کا سوال کیا تو یہ خفا ہو گئے اور کہا کہ تم نے فقط ایک سو درہم ہی مجھ سے مانگا تم نہیں جانتے کہ میں حاتم کا بیٹا ہوں خدا کی قسم! میں تم کو اتنی حقیر رقم نہیں دوں گا۔ [32]

حضرت عدی بن حاتم نے کئی احادیث روایات کی ہیں۔ علامہ مزی علیہ الرحمۃ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ آپ سے بیس احادیث مروی ہیں۔ [33] آپ کا انتقال مختار ثقفی کے دور میں 68 ہجری میں ہوا۔ [34]

ابوسفیان بن حرب

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا نسب مبارک چوتھی پشت میں جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ آپ کا نام صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہے اور مشہور کنیت ''ابوسفیان'' ہے۔ [35] رشتہ داری کے اعتبار سے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی حضرت رملہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں۔ آپ کی دونوں آنکھیں غزوات میں چلی گئیں۔ ''معرفۃ الصحابہ'' کتاب میں ہے کہ: ''آپ حنین اور طائف میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور جنگ میں ایک آنکھ چلی گئی اور دوسری آنکھ یرموک کے دن چلی گئی۔'' [36]

دینی خدمات

حضرت ابوسفیان فتح مکہ کے وقت اسلام لیکر آئے، جس وقت نبی ﷺ مکہ فاتح مکہ ہو کر تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے ان کے گھر کو دارالامان قرار دیا۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ابوسفیان بن حرب کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے وہ مرالظہران میں مسلمان ہو گئے، اس وقت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ کے رسول! ابوسفیان ایک ایسے شخص ہیں جو فخر اور نمود و نمائش کو پسند کرتے ہیں، تو آپ اگر ان کے لیے کوئی چیز کر دیتے (جس سے ان کے اس جذبہ کو تسکین ہوتی تو اچھا ہوتا)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں (یعنی ٹھیک ہے میں ایسا کر دیتا ہوں) جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے تو وہ مامون ہے، اور جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے وہ بھی مامون

ہے۔ "(ہم اسے نہیں ماریں گے)۔[37]

سیاسی وانتظامی خدمات

زمانہ جاہلیت میں قریش کے اطراف میں شمار ہوتے تھے۔[38] آپ ﷺ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انکی صلاحیت وایمانداری پر اعتماد کرتے ہوئے نجران کا عامل مقرر کیا۔[39]

جریر بن عبداللہ

حضرت جریر بن عبداللہ بن جابر البجلی رضیَ اللہ عنہ کا تعلق یمن سے تھا۔ نو ہجری سنتہ الوفود میں اسلام لائے۔ ابو جعفر بغدادی نے آپ کا ذکر ان اشراف کے متعلق کیا جن کی آنکھ دوران جنگ چلی گئی تھی۔[40]

17ہجری میں کُوفہ کی آبادکاری ہوئی تو آپ وہاں تشریف لے گئے اور ایک لمبے عرصہ تک وہیں رونق اَفروز رہے۔ حضرت سیّدُنا عثمانِ غنی رضیَ اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب کُوفہ میں شَر پسند عَناصِر نے بعض صحابہ ٔ کرام کی شان میں نازیبا کلمات کہنا شروع کئے تو آپ مقام ِ قَرقِیْسِیاء میں رہائش پذیر ہوگئے۔ آپ رضیَ اللہ عنہ نے سن51یا54ہجری میں اسی مقام پر وفات پائی۔[41]

آپ رضیَ اللہ عنہ بے حد خوبصورت تھے اسی وجہ سے حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضیَ اللہ عنہ آپ کو "اُمّتِ محمدیہ کا یُوسُف" کہتے تھے۔[42]

دینی وسماجی خدمات

آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد 100 ہے، 8 حدیثیں مُتّفَق علیہ ہیں (یعنی بخاری اور مسلم دونوں میں ہیں) جبکہ امام بخاری نے ایک اور امام مسلم نے 6 احادیث علیحدہ روایت کی ہیں۔[43]

حضرت سیّدُنا جَریر رضیَ اللہ عنہ نے عہد نبوی وخلفاء راشدین میں متعدد جنگوں میں شرکت کی، عہد نبوی میں آپ نے ذوالخلصۃ میں ایک صنم کدہ کو تباہ کرنے کے مہم پر روانہ ہوئے، وہ ایک بت تھا جس کو جاہلیت میں لوگ پوجا کرتے تھے اور اس کو کعبہ کہا کرتے تھے، نبی ﷺ نے حضرت جریر سے فرمایا: الا تریحنی من ذی الخلصۃ یعنی ذوالخلصہ کو (برباد کرکے) مجھے راحت کیوں نہیں دے دیتے، پھر آپ قبیلہ احمس کے ایک سو پچاس سواروں کو لے کر چلے، ' اور ذوالخلصہ کی عمارت کو گرا کر اس میں آگ لگادی، پھر آپ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں آپ کے پاس نہیں آیا جب تک میں نے اسے جلے ہوئے خارش زدہ اونٹ کی طرح سیاہ نہ کردیا۔ پس آپ نے قبیلہ احمس کے سواروں اور قبیلوں کے تمام لوگوں کے لیے پانچ مرتبہ برکتوں کی دعا فرمائی۔[44]

حضرت جریر جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے اور اس جنگ میں بہادری کے جوہر دکھائے، مشہور فارسی جنگجو مہران سے لڑائی کی اور اسے قتل کردیا۔[45] آپ کا ایک عظیم کارنامہ یہ بھی ہے کہ حضرت عمر نے بنو بجیلہ کے تمام متفرق گروہوں کو آپ کے ہاتھ پر جمع کیا۔[46]

ثابت بن قیس

یہ مدینہ منورہ کے انصاری ہیں اور خاندان بنی خزرج سے ان کا نسبی تعلق ہے۔اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فہرست میں ان کا نام نامی بہت ہی مشہور ہے۔ یہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خطیب تھے اور ان کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بہترین زندگی پھر شہادت پھر جنت کی بشارت دی تھی۔ [47]

دینی خدمات

حضرتِ عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: حضرت ثابت بن قیس بن شماس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ اونچا سنتے تھے، جب وہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ انہیں آگے بٹھاتے اور اُن کے لئے جگہ خالی کر دیتے تاکہ وہ حضورِ اَقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قریب حاضر رہ کر کلام مبارک سن سکیں۔ایک روز انہیں حاضری میں دیر ہو گئی اور جب مجلس شریف خوب بھر گئی اس وقت آپ تشریف لائے اور قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص ایسے وقت آتا اور مجلس میں جگہ نہ پاتا تو جہاں ہوتا وہیں کھڑا رہتا۔ لیکن حضرت ثابت رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ آئے تو وہ رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قریب بیٹھنے کے لئے لوگوں کو ہٹاتے ہوئے یہ کہتے چلے کہ ''جگہ دو جگہ '' یہاں تک کہ حضورِ اَنور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اتنے قریب پہنچ گئے کہ اُن کے اور حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے درمیان میں صرف ایک شخص رہ گیا، انہوں نے اس سے بھی کہا کہ جگہ دو، اس نے کہا: تمہیں جگہ مل گئی ہے اس لئے بیٹھ جاؤ۔ حضرت ثابت رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ غصّہ میں آکر اس کے پیچھے بیٹھ گئے۔ جب دن خوب روشن ہوا تو حضرت ثابت رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس کا جسم دبا کر کہا: کون؟ اس نے کہا: میں فلاں شخص ہوں۔ حضرت ثابت رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس کی ماں کا نام لے کر کہا: فلانی کا لڑکا۔ اس پر اس شخص نے شرم سے سر جھکا لیا کیونکہ اس زمانے میں ایسا کلمہ عار دلانے کے لئے کہا جاتا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ [48] حضرت ثابت بن قیس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کا بلند آواز سے بات کرنا اگرچہ اونچا سننے کی معذوری کی بنا پر تھا لیکن معذوری اونچا سننا تھا نہ کہ اونچا بولنا کیونکہ اونچا سننے والے کیلئے اونچا بولنا تو ضروری نہیں اور اونچا سننے والے کو سمجھایا جائے کہ بھائی، تمہیں اونچا سنتا ہے، دوسروں کو نہیں لہٰذا تم اپنی آواز پست رکھو تو اس کہنے میں حرج نہیں بلکہ یہ عین درست اور قابلِ عمل بات ہے اور تیسرے شانِ نزول کے اعتبار سے یہی تفہیم کی گئی ہے۔ [49]

جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قرآن کی نازل ہونے والی آیتوں اور دوسری خاص خاص تحریروں کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق لکھا کرتے تھے ان معتمد کاتبوں میں خاص طور پر مندرجہ ذیل حضرات قابل ذکر ہیں:

(۱) حضرت ابو بکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق (۳) حضرت عثمان غنی (۴) حضرت علی مرتضیٰ (۵) حضرت طلحہ بن عبید اللہ (۶) حضرت سعد بن ابی وقاص (۷) حضرت زبیر بن العوام (۸) حضرت عامر بن فہیرہ (۹) حضرت ثابت بن قیس (۱۰) حضرت حنظلہ بن ربیع (۱۱) حضرت زید بن ثابت (۱۲) حضرت ابی بن کعب (۱۳) حضرت امیر معاویہ (۱۴) حضرت ابوسفیان۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین [50]

۲ھ میں جنگ یمامہ کے دن مسیلمۃ الکذاب کی فوجوں سے جنگ کرتے ہوئے شہادت سے سر بلند ہو گئے۔[51]
جب حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وہاں پہنچے تو قبیلہ بنو طے علیحدہ ہو گیا اور وہ اسلام پر قائم رہا۔ البتہ اس قبیلے کے بعض لوگ ارتداد پر قائم رہے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت سیدنا ثابت بن قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اور بنو طے قبیلے پر حضرت سیدنا عدی بن حاتم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو سپہ سالار مقرر کر کے حملہ کیا تو مرتدین یک لخت بھاگ کھڑے ہوئے۔[52]

عمرو بن جموح

صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم میں باپ بیٹے میں جہاد میں شرکت کیلئے بحث ہوتی، ہر کوئی کہتا کہ میں شرکت کروں گا تم گھر پر رہو، حتیٰ کہ معذور صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم بھی راہِ خدا میں شہادت کیلئے بے قرار رہتے۔[53] انہی مشتاق شہادت معذور صحابہ میں سے اسلام کے ایک عظیم مجاہد عمرو بن جموح بھی ہیں جو باوجود کے پاؤں سے معذور تھے لیکن دلیری اور جرئت مندی سے تاریخ رقم کر گئے۔
عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کا شمار دور جاہلیت میں یثرب کے زعماء میں ہوتا تھا وہ قبلہ بنو سلمہ کے ہر دلعزیز سردار، مدینے کے مشہور صاحب جود و سخا اور ارباب ثروت میں سے تھے۔

دینی خدمات

غزوہ بدر کے موقع پر آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے بیٹوں نے آپ کو جنگ میں حصہ لینے سے آنحضور ﷺ کے حکم سے اس لئے منع کر دیا کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاؤں میں لنگ تھا۔ لیکن غزوہ اُحد کے وقت آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے بیٹوں کی بات نہ مانی اور آنحضور ﷺ سے عرض کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں میدان جنگ میں جہاد کرنے کے عوض جنت میں چلوں پھروں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ پر جہاد فرض تو نہیں، آگے آپ رضی اللہ عنہ کی مرضی۔ پھر بیٹوں سے فرمایا کہ انہیں مت روکو شاید اللہ تعالی انہیں شہادت کے رتبہ سے نوازے۔ چنانچہ میدان اُحد میں لڑائی کے وقت حضرت عمرو رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے خلاد رضی اللہ تعالی عنہ کو لے کر مشرکین پر حملہ کیا اور لڑتے لڑتے دونوں شہید ہو گئے۔ جنگ سے پہلے آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے شہادت کی بار بار دعا کی تھی اور ایک مرتبہ آنحضور ﷺ سے پوچھا تھا کہ اگر میں فی سبیل اللہ لڑائی میں شہید ہو جاؤں تو کیا اپنے لنگڑے پاؤں سے چل رہا ہوں گا؟۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ جب آپ رضی اللہ تعالی عنہ شہید ہو گئے تو آنحضو ﷺ آپ رضی اللہ عنہ کی نعش کے قریب پہنچے اور فرمایا کہ ''میں نے تمہیں صحیح و سالم پیر سے جنت میں چلتے ہوئے دیکھا ہے''۔
غزوہ اُحد میں حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے بیٹے خلاد رضی اللہ عنہ کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کے غلام ابوایمن رضی اللہ عنہ اور برادر نسبتی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے۔ آنحضور ﷺ نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن جموح اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو ایک ہی قبر میں دفنانے کا حکم دیا۔[54] حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو سخاوت کی وجہ سے بنو سلمہ کا سردار قرار دیا گیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ بنو سلمہ کے کچھ لوگ آنحضور ﷺ کی خدمت میں آئے تو آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارا سردار کون ہے؟۔ انہوں نے

جواب دیا کہ جد بن قیس ایک بخیل شخص ہمارا سردار ہے۔آنحضورﷺ نے فرمایا کہ بخل سے بھی بدتر کوئی چیز ہے !اس لئے تمہارا سردار عمرو رضی اللہ عنہ بن جموح ہے۔[55]

لڑائی ختم ہو جانے کے بعد جب حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہا میدان جنگ میں گئیں تو ان کی لاش کو اونٹ پر لاد کر دفن کرنے کے لیے مدینہ منورہ لانا چاہا تو ہزاروں کوششوں کے باوجود وہ اونٹ مدینہ کی طرف نہیں چلا بلکہ وہ میدان جنگ ہی کی طرف بھاگ بھاگ کر جاتا رہا۔ حضرت ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب دربار رسالت میں یہ ماجرا عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا عمرو بن جموح نے گھر سے نکلتے وقت کچھ کہا تھا؟ حضرت ہند نے عرض کیا کہ جی ہاں! وہ یہ کہہ کر گھر سے نکلے تھے: اَللّٰھُمَّ لَا تَرُدَّنِیْ اِلٰی اَھْلِیْ (اے اللہ! عزوجل مجھ کو میدان جنگ سے اپنے اہل وعیال میں واپس آنا نصیب مت کر) آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ اونٹ مدینہ منورہ کی طرف نہیں چل رہا ہے لہٰذا تم ان کو مدینہ لے جانے کی کوشش مت کرو۔[56]

اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کے موقع پر معذرتیں کرنا منافقت کی علامت تھی جبکہ کامل ایمان والے ہر کڑی آزمائش میں پورے اترتے ہیں اور جہاد جیسے سخت موقع پر بھی دل وجان اور مال کے ساتھ حاضر ہونے کو تیار رہتے ہیں۔

آپ کے حق میں قرآن پاک کی آیت نازل ہوئی۔{یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ: آپ سے سوال کرتے ہیں کیا خرچ کریں ؟۔} یہ آیت حضرت عمرو بن جموح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے جواب میں نازل ہوئی جو بوڑھے شخص تھے اور بڑے مالدار تھے،انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سوال کیا تھا کہ کیا خرچ کریں اور کس پر خرچ کریں ؟اس آیت میں انہیں بتادیا گیا۔[57]

طلحہ بن عبید اللہ

آپ کا نام نامی بھی عشرہ مبشرہ کی فہرست گرامی میں ہے۔ مکہ مکرمہ کے اندر خاندان قریش میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ ماں باپ نے ''طلحہ''نام رکھا، مگر دربار نبوت سے ان کو''فیاض''و''جود''و''خیر''کے معزز القاب عطا ہوئے۔ یہ جماعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے سابقین اولین کے زمرہ میں ہیں۔[58] حضرت طلحہ بن عبید اللہ کا ایک ہاتھ جنگ احد میں شل ہو گیا تھا، نیز رگ نساء اور ہاتھ کی انگلیاں بھی کٹ گئی تھیں۔[59]

دینی و تعلیمی خدمات

کفار مکہ نے ان کو بے حد ستایا اور رسی باندھ باندھ کر ان کو مارتے رہے مگر یہ پہاڑ کی طرح دین اسلام پر ثابت قدم رہے۔ پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے اور جنگ بدر کے سوا تمام اسلامی جنگوں میں کفار سے لڑتے رہے۔ جنگ بدر میں ان کی غیر حاضری کا یہ سبب ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابو سفیان کے قافلہ کی تلاش میں بھیج دیا تھا۔ابو سفیان کا قافلہ ساحل سمندر کے راستوں سے مکہ مکرمہ چلا گیا اور یہ دونوں حضرات جب لوٹ کر میدان بدر میں پہنچے تو جنگ ختم ہو چکی تھی۔ جنگ اُحد میں انہوں نے بڑی ہی جاں بازی اور سرفروشی کا مظاہرہ کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کفار کے حملوں سے بچانے

میں چونکہ یہ تلوار اور نیزوں کی بوچھاڑ کو اپنے ہاتھ پر روکتے رہے اس لئے آپ کی انگلی کٹ گئی اور ہاتھ بالکل شل ہو گیا تھا اور ان کے بدن پر تیر و تلوار اور نیزوں کے بچھتر زخم لگے۔[60]

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی عراقی زمینوں سے ہونے والی آمدنی چار سے پانچ لاکھ درہم تک تھی اور سُرَّاۃ کی زمینوں سے ہونے والی آمدنی دس ہزار دینار کے لگ بھگ تھی یونہی اعراض سے بھی آمدنی ہوتی تھی۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ بنو تمیم کے ہر ضرورت مند کی ضرورت کو پورا کرتے،ان کی مدد کرتے،ان کی بیواؤں اور غیر شادی شدہ افراد کی شادیاں کراتے اور ان کے قرض اتارا کرتے تھے نیز ہر سال زمین کی پیداوار کی آمدنی سے دس ہزار درہم حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہَا کو بھجوایا کرتے تھے۔[61]

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے مختلف احادیث روایت کی ہیں۔چنانچہ امام ذہبی لکھتے ہیں کہ مسند بقی بن مخلد میں مکررات کے ساتھ اڑتیس احادیث ہیں،دو احادیث متفق علیہ،دو احادیث میں امام بخاری منفرد جبکہ تین احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں،آپ رضی اللہ عنہ سے آپ کے بیٹوں اور دیگر نے روایت کیا ہے۔[62]

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو مجلس شوری کا رکن بھی بنایا گیا جو خلیفہ کا انتخاب کرتی تھی۔چنانچہ آپ کے بارے میں آتا ہے "**احدالستة الذين جعل عمر فيهم الشورى**۔ترجمہ: یہ ان چھ میں سے ایک ہیں جنہیں حضرت عمر نے شوری کے لئے منتخب کیا تھا۔[63]

ان کے فضائل و مناقب میں چند حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں،حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن جب جنگ رک جانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چٹان پر چڑھنے لگے تو لوہے کی زرہ کے بوجھ کی وجہ سے چٹان پر چڑھنا دشوار ہو گیا۔اس وقت حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھ گئے اور ان کے بدن کے اوپر سے گزر کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چٹان پر چڑھے اور خوش ہو کر فرمایا:"اَوۡجَبَ طَلۡحَۃُ"(یعنی طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کر لی۔[64]

۲۰ جمادی الاخریٰ ۳۶ھ میں جنگ جمل کے دوران آپ کو ایک تیر لگا اور آپ چونسٹھ برس کی عمر میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔[65]

عبدالرحمن بن عوف

یہ بھی عشرہ مبشرہ یعنی دس جنتی صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کی فہرست میں ہیں۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے دس سال بعد خاندان قریش میں پیدا ہوئے۔[66]عبدالرحمن بن عوف بن عبد بن الحارث بن الزہرہ بن کلاب،زمانہ جاہلیت میں آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبد عمرو تھا،قبول اسلام کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کا نام رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمن رکھا،آپ کی ولادت واقعہ فیل کے دس سال بعد ہوئی۔[67]

حضرت عبدالرحمن بن عوف کے سامنے کے دانت گرے ہوئے تھے،جنگ احد کے دن آپ رضی اللہ عنہ کو بیس زخم آئے،ایک زخم پاؤں میں بھی لگا جس کے سبب لنگڑا پن لاحق ہوا۔[68]

دینی و سماجی خدمات

تمام اسلامی لڑائیوں میں آپ نے جان ومال کے ساتھ شرکت کی۔ جنگ اُحد میں یہ ایسی جاں بازی اور سرفروشی کے ساتھ کفار سے لڑے کہ ان کے بدن پر اکیس زخم لگے تھے اور ان کے پاؤں میں بھی ایک گہرا زخم لگ گیا تھا جس کی وجہ سے یہ لنگڑا کر چلتے تھے۔[69]

آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو صدقہ دینے کی ترغیب دی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار ہزار درہم پیش کر دیئے۔ دوسری مرتبہ چالیس ہزار درہم اور تیسری مرتبہ پانچ سو گھوڑے، پانچ سو اونٹ پیش کر دیئے۔[70] بوقت وفات ایک ہزار گھوڑے اور پچاس ہزار دیناروں کا صدقہ کیا اور جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیلئے چار چار سو دینار کی وصیت فرمائی۔[71] اور ام المؤمنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسری ازواج مطہرات کیلئے ایک باغ کی وصیت کی جو چالیس ہزار درہم کی مالیت کا تھا۔[72]

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جہاں دنیاوی مال ومتاع سے نوازا تھا وہیں آپ کی علمی بصیرت بھی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں ممتاز تھی اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق عہدِ رسالت میں عام طور پر کسی کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو وہ مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ عالی میں حاضر ہو کر دریافت کر لیتا جو بارگاہِ نبوت میں حاضر نہ ہو سکتا وہ اُن صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے شرعی رہنمائی حاصل کر لیتا جنہیں سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے علمی وجاہت کی بنا پر اس کام کی اجازت عطا فرما رکھی تھی۔ چنانچہ، امام احمد بن علي بن حجر ابو الفضل عسقلاني شافعي عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ ''حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شمار اُن ذی وقار شخصیات میں ہوتا ہے جو سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔...[73]

آپ رضی اللہ عنہ سے کثیر احادیث مروی ہیں، علامہ ابو نعیم سے مروی ہے کہ حضرت عبد الرحمن سے پچاس سے زائد احادیث مروی ہیں۔[74] امیر المومنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ زمین میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے وکیل ہیں۔''[75]

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اَغْنِیَاءِ اُمَّتِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ[76]'' یعنی میری اُمت کے مالداروں میں سب سے پہلے عبد الرحمن بن عوف (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انتقال ۳۱ یا ۳۲ سن ہجری میں امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں ہوا، انتقال کے وقت آپ کی عمر ۷۲ یا ۷۵ سال تھی، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نمازِ جنازہ امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پڑھائی۔[77]

حضرت بی بی ام عمارہ

نسیبہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم، آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق بنو نجار سے تھا۔[78] غزوہ احد میں آپ نے گیارہ زخم کھائے حتیٰ کہ زخموں کی وجہ سے آپ کا ایک ہاتھ کاٹنا پڑا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کے باوجود تمام غزووں میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں۔[79]

دینی خدمات

حضرتِ سیّدَتُنا ام عمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ان صحابیات میں سے ہیں جنھوں نے بیعت عقبہ میں شرکت کی اور کفار کے ساتھ جہاد بھی کیا۔ آپ بہت محنت وکوشش کرنے والی، نماز وروزہ کی پابند اور اللہ عَزَّوَجَلَّ پر بھروسا کرنے والی خاتون تھیں۔

حضرت بی بی اُم عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندگی بھر علانیہ یہ کہتی رہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اس دعا کے بعد دنیا میں بڑی سے بڑی مصیبت بھی مجھ پر آجائے تو مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔[80]

حضرتِ سیّدُنا محمد بن اسحاق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بیعت عقبہ کے موقع پر دو عورتوں نے حاضر ہو کر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ اقدس پر بیعت کی۔ ان میں سے ایک ام عمارہ حضرتِ سیّدَتُنا نُسَیْبَہ بنتِ کعب بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ہیں۔ انہوں نے حضور نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ مختلف غزوات میں شرکت کی۔ غزوۂ اُحد میں اپنے شوہر حضرتِ سیّدُنا زید بن عاصم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور دو بیٹوں حضرتِ سیّدُنا حبیب بن زید اور حضرتِ سیّدُنا عبد اللہ ابن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے ہمراہ شریک ہوئیں تھیں۔ ان کے بیٹے حضرتِ سیّدُنا حبیب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو مسیلمہ کذاب نے قید کر کے پوچھا: ''کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں؟ ''انہوں نے جواب دیا: ''ہاں!'' پھر پوچھا: ''کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔'' انہوں نے کہا: ''میں اس بات کی ہرگز گواہی نہیں دیتا۔'' چنانچہ، مسیلمہ کذاب نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے انہیں شہید کر دیا۔ ''حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کے بعد امیر المؤمنین حضرتِ سیّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دورِ خلافت میں فتنہ ارتداد کے وقت حضرتِ سیّدَتُنا نُسَیْبَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ (مسیلمہ کذاب سے جنگ کرنے کے لئے) نکلیں۔ خوب گھمسان کا رن پڑا حتی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مسیلمہ کذاب کو واصل جہنم کیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا معرکہ سے اس حال میں لوٹیں کہ آپ کے جسم پر تیروں اور نیزوں کے 10 زخم تھے۔[81]

معاذ بن جبل

معاذ بن جبل بن عمر بن عوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمر، آپ کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا، آپ کی والدہ ہند بنت سہیل بنو جہیلہ سے تھیں۔[82] علامہ ابن سعد لکھتے ہیں: حضرت معاذ کو لنگڑا پن لاحق تھا بوقت نماز اپنا پاؤں پھیلا دیتے تھے۔[83]

دینی وسیاسی خدمات

آپ ان ستر خوش نصیب انصار میں سے ایک ہیں جن لوگوں نے ہجرت سے بہت پہلے میدان عرفات کی گھاٹی میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بیعت اسلام کی تھی۔ یہ جنگ بدر اور اس کے بعد کے تمام جہادوں میں مجاہدانہ شان سے شریک جنگ رہے۔[84]

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو یمن کا قاضی اور معلم بنا کر بھیجا تھا۔

روایت ہے حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جب انہیں یمن بھیجا تو فرمایا: جب تمہیں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو کس طرح فیصلے کروگے، عرض کیا: اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا، فرمایا: اگر تم اللہ کی کتاب میں نہ پاؤ، عرض کیا: تو رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سنّت سے فیصلہ کروں گا، فرمایا: اگر تم رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سنّت میں بھی نہ پاؤ، عرض کیا: اپنی رائے سے قیاس کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا، فرماتے ہیں: تب رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا (تھپکی دی) اور فرمایا: شکر ہے اس کا جس نے رسولُ اللہ کے رسول کو اس کی توفیق دی جس سے رسولُ اللہ راضی ہیں۔[85]

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ کا نظم ونسق اور انتظام چلانے کے لئے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ کا حاکم مقرر فرمادیا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس خدمت پر مامور فرمایا کہ وہ نو مسلموں کو مسائل واحکام اسلام کی تعلیم دیتے رہیں۔[86]

حضرت سیِّدُنا صفوان بن سلیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: "لَمْ يَكُنْ يُفْتِي فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ غَيْرَ عُمَرَ وَ عَلِيٍّ وَ مَعَاذٍ وَ اَبِي مُوْسٰى یعنی عہدِ رسالت میں صرف چار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ہی فتوی دیا کرتے تھے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم، حضرت سیِّدُنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت سیِّدُنا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔[87]"

حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "میری اُمت میں سب سے زیادہ شفیق اور مہربان ابو بکر، دینی معاملات میں سب سے زیادہ سخت عمر، حیاکے معاملے میں سب سے زیادہ سچے عثمان، کتاب اللہ کے سب سے بڑے قاری اُبی بن کعب، علم الفرائض کو سب سے زیادہ جاننے والے زید بن ثابت اور حلال وحرام کے سب سے بڑے عالم معاذ بن جبل ہیں اور سن لو! ہر اُمت میں ایک امین ہوتا ہے اس اُمت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں۔[88]

حوالہ جات

---

[1] معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، ج2، ص1474

[2] اسلامی انسلائیکوپیڈیا، ص497

[3] معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، ج2، ص1577

[4] سیر اعلام النبلاء، ج1، ص 361

[5] اسدالغابہ،ج4،ص 251

[6] سیر اعلام النبلاء،ج1،ص 361،362

[7] بخاری، باب مقدم النبی ﷺ، حدیث 3925

[8] شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب۔۔۔ فصل فی ذکر مافی الاوجاع والامراض، حدیث 9486

[9] صراط الجنان،ج10،ص 538

[10] سنن ابی داؤد، باب فی الرخصۃ فی القعود من العذر، حدیث 2507

[11] ---مغازی الواقدی، مقدمۃ الکتاب،ج1،ص 8

[12] الاستیعاب ج3ص 1199-

[13] استیعاب،ج3،ص 1236-

[14] ---طبقات الکبری، علمیہ،ج3ص 415-

[15] -فیضان فاروق اعظم،ص 466-

[16] ----- بخاری، کتاب الصلاۃ، باب المساجد فی البیوت، حدیث: 425-

[17] استیعاب ج4ص 598

[18] معرفۃ الصحابہ ج4،ص 2096

[19] استیعاب ج3،ص 1217

[20] مدارج النبوت،ج2ص 143-

[21] معرفۃ الصحابۃ،ج3ص 1734

[22] الاستیعاب في معرفۃ الأصحاب،،ج2،ص 208

[23] سیر اعلام النبلاء،ج1ص 309-

[24] اسدالغابہ،ج6،ص 68

[25] الطبقات الکبری،ج3،ص 62

[26] اسدالغابہ،ج6،ص 68

[27] الطبقات الکبری،ج3،ص 62

[28] اسدالغابہ،ج6،ص 68

[29] تاریخ دمشق،ج40،ص 94

[30] الطبقات الکبری،ج6،ص 99

[31] فیضان صدیق اکبر،ص 404

[32] سیرت مصطفی،ص 486،485

33 تہذیب الکمال، ج19، ص526
34 تاریخ بغدادی، ج1، ص548
35 اسد الغابہ، ج2، ص 293
36 معرفہ الصحابہ، ج3، ص 1509
37 سنن ابی داؤد، باب ماجاء فی خبر مکۃ، الحدیث 3021
38 الاستیعاب، ج4، ص 1677
39 معرفۃ الصحابۃ،، ج3، ص 1509
40 المحبر،، ص 261
41 امعرفۃ الصحابہ، ج5، ص 83
42 استیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج1، ص 309
43 تہذیب الاسماء، ج1، ص 153
44 سیر اعلام النبلاء، ج2، ص 533
45 معرفۃ الصحابۃ، ج2، ص 591
46 اسد الغابۃ، ج1، ص 529
47 اسد الغابۃ، ثابت بن قیس، ج1، ص 340
48 صراط الجنان، ج9ص424-
49 صراط الجنان، ج9ص398-
50 مدارج النبوۃ، ج2، ص529تا 540
51 اکمال فی اسماء الرجال، ص 588
52 فیضان صدیق اکبر، ص 376
53 -مدارج النبوہ، کارزارہائے صحابہ در جنگ احد، ج2، ص124-
54 ااسد الغابۃ، ج4، ص194، سیر اعلام النبلاء ج1، ص408-
55 سیر اعلام النبلاء ج1، ص 431
56 کرامات صحابہ، ص 260
57 صراط الجنان، ج1، ص 331
58 الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الخامس فی مناقب ابی محمد طلحۃ بن عبید اللہ ج2، ص245
59 معجم الصحابہ،، ج3، ص 411
60 اسد الغابۃ، طلحۃ بن عبید اللہ القرشی التیمی، ج3، ص84،83

[61] الطبقات الکبری، طبقات البدریین من المھاجرین، الطبقۃ الاولی، طلحۃ بن عبید اللہ، ج3، ص 166

[62] سیر اعلام النبلاء، ج3، ص 19

[63] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج2، ص 766

[64] سنن ترمذی، باب مناقب ابی محمد طلحۃ بن عبید اللہ، الحدیث: 3738

[65] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، طلحۃ بن عبید اللہ التیمی، ج2، ص 320

[66] الطبقات الکبری،، عبد الرحمن بن عوف، ج3، ص 92

[67] الطبقات الکبری،، عبد الرحمن بن عوف، ج3، ص 92

[68] معرفۃ الصحابۃ، ج1، ص 118

[69] اسد الغابۃ، عبد الرحمن بن عوف، ج3، ص 496

[70] اسد الغابۃ، عبد الرحمن بن عوف، ج3، ص 498

[71] اسد الغابۃ، عبد الرحمن بن عوف، ج3، ص 500،499

[72] مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، الحدیث 6130

[73] الریاض النضرۃ، ج2، ص 307

[74] معرفۃ الصحابۃ، ج1، ص 124

[75] الریاض النضرۃ، ج2، ص 304

[76] کنز العمال، کتاب الفضائل، ذکر الصحابۃ، عبد الرحمن بن عوف، الحدیث: 33495

[77] المعجم الکبیر، الحدیث: 262،، معرفۃ الصحابۃ، معرفۃ عبد الرحمن بن عوف، ج3، ص 260

[78] الطبقات الکبری، ج8، ص 303

[79] مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ص 380

[80] سیرت مصطفی، ص 280

[81] حلیۃ الاولیاء، ج2، ص 109

[82] معجم الصحابہ، البغوی، ج5، ص 266

[83] الطبقات الکبری، ج3، ص 439

[84] اسد الغابۃ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، ج5، ص 206 ملتقطاً

[85] سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیہ، باب اجتہاد الرآی فی القضاء، حدیث: 3592

[86] سیرت مصطفی، ص 452

[87] تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص 23

[88] سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب معاذ بن جبل، الحدیث: 3815

References

1. Dictionary of the Modern Arabic Language, Vol. 2, p. 1474
2. Islamic Encyclopedia, p. 497
3. Dictionary of the Modern Arabic Language, Vol. 2, p. 1577
4. Seerah of the Nobles, Vol. 1, p. 361
5. Asad al-Ghabah, Vol. 4, p. 251
6. Seerah of the Nobles, Vol. 1, p. 361, 362
7. Bukhari, Chapter on the Introduction of the Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him), Hadith 3925
8. Sha'b al-Iman, Chapter on Patience in the Face of Tribulations..., Chapter on Remembrance of Pains and Illnesses, Hadith 9486
9. Sirat al-Jinan, Vol. 10, p. 538
10. Sunan Abu Dawood, Chapter on Permission to Sit Down for Excuses, Hadith 2507
11. ... Maghazi al-Waqidi, Introduction to the Book, Vol. 1, p. 8
12. Al-Isti'aab, Vol. 3, p. 1199.
13. Isti'ab, Vol. 3, p. 1236.
14. ... Tabaqat al-Kubra, Ilmiyyah, Vol. 3, p. 415.
15. ... Faizan Farooq al-Azam, p. 466.
16. ... Bukhari, Kitab al-Salaat, Bab al-Masajid fi al-Bayyut, Hadith: 425.
17. Isti'ab, Vol. 4, p. 598
18. Ma'rifat al-Sahaba, Vol. 4, p. 2096
19. Isti'ab, Vol. 3, p. 1217
20. Madarij al-Nubuwt, Vol. 2, p. 143.
21. Ma'rifat al-Sahaba, Vol. 3, p. 1734
22. Isti'ab fi Ma'rifat al-Ashab, Vol. 2, p. 208
23. Siyr al-A'lam al-Nubuwla, Vol. 1, p. 309.
24. Asad al-Ghaba, vol. 6, p. 68
25. Al-Tabaqat al-Kubra, vol. 3, p. 62
26. Tarikh al-Damascus, vol. 40, p. 94
27. Al-Tabaqat al-Kubra, vol. 6, p. 99
28. Faizan Siddiq al-Akbar, p. 404
29. Seerat al-Mustafa, pp. 485, 486
30. Tahzeeb al-Kamal, vol. 19, p. 526
31. Tarikh al-Baghdadi, vol. 1, p. 548
32. Asad al-Ghaba, vol. 2, p. 293
33. Ma'rifah al-Sahaba, vol. 3, p. 1509
34. Sunan Abu Dawud, chapter Maja fi Khabar Makkah, hadith 3021
35. Al-Isti'ab, vol. 4, p. 1677
36. Ma'rifah al-Sahaba, vol. 3, p. 1509
37. Al-Muhabbar, p. 261
38. Amrifah al-Sahaba, vol. 5, p. 83
39. Isti'ab fi Ma'rifah al-Sahaba, vol. 1, p. 309
40. Tahdhib al-Asma', vol. 1, p. 153
41. Seer al-A'lam al-Nubla', vol. 2, p. 533
42. Ma'rifah al-Sahaba, vol. 2, p. 591
43. Asad al-Ghabbah, vol. 1, p. 529
44. Asad al-Ghabbah, Thabit ibn Qais, vol. 1, p. 340
45. Sirat al-Jinan, vol. 9, p. 424.

46. Sirat al-Jinan, vol. 9, p. 398.
47. Madarij al-Nubaw, vol. 2, pp. 529-540
48. Akmal fi Asma' al-Rijal, p. 588
49. Faizan as-Siddiq al-Akbar, p. 376
50. . Madarij al-Nubaw, Karzar-e-Sahabah dur Jang Uhud, vol. 2, p. 124.
51. Asad al-Ghabah, vol. 4, p. 194, Seer Al-Iqal al-Nabula, vol. 1, p. 408.
52. Seer Aalam Al-Nublaa, Vol. 1, p. 431
53. Karamaat Al-Sahaba, p. 260
54. Sirat Al-Jinan, Vol. 1, p. 331
55. Riyadh Al-Nadhra Fi Manaqib Al-Ashrah, Bab Vahum Fi Manaqib Abu Muhammad Talha bin Ubaidullah, Vol. 2, p. 245
56. Mu'jam Al-Sahaba, Vol. 3, p. 411
57. Asad Al-Ghabah, Talha bin Ubaidullah Al-Qurashi Al-Tamimi, Vol. 3, p. 83, 84
58. Al-Tabaqat Al-Kubra, Tabaqat Al-Badriyyin Min Muhajirin, Tabaqat Al-Awali, Talha bin Ubaidullah, Vol. 3, p. 166
59. Seer Aalam Al-Nublaa, Vol. 3, p. 19
60. Isti'aab Fi Ma'rifat Al-Ashab, Vol. 2, p. 766
61. Sunan Tirmidhi, Bab Manaqib Abu Muhammad Talha bin Ubaidullah, Hadith: 3738
62. Isti'aab Fi Ma'rifat Al-Ashab, Talha bin Ubaidullah Al-Taymi, Vol. 2, p. 320
63. Al-Tabaqat al-Kubra, Abdul Rahman bin Awf, Vol. 3, p. 92
64. Al-Tabaqat al-Kubra, Abdul Rahman bin Awf, Vol. 3, p. 92
65. Ma'rifat al-Sahabat, Vol. 1, p. 118
66. Asad al-Ghaba, Abdul Rahman bin Awf, Vol. 3, p. 496
67. Asad al-Ghaba, Abdul Rahman bin Awf, Vol. 3, p. 498
68. Asad al-Ghaba, Abdul Rahman bin Awf, Vol. 3, p. 499,500
69. Mishkat al-Masabih, Kitab al-Manaqib, Hadith 6130
70. Riyadh al-Nadr, Vol. 2, p. 307
71. Ma'rifat al-Sahabat, Vol. 1, p. 124
72. Riyadh al-Nadr, Vol. 2, p. 304
73. Kanz al-Ummal, Kitab al-Fada'il, Dhikr al-Sahabat, Abdul Rahman bin Awf, Hadith: 33495
74. Al-Mu'jam Al-Kabeer, Hadith: 262, Ma'rifat al-Sahaba, Ma'rifat al-Abd al-Rahman ibn Awf, Vol. 3, p. 260
75. Al-Tabaqat al-Kubra, Vol. 8, p. 303
76. Mirat al-Manaji'ah, Sharh Mishkat al-Masabih, p. 380
77. Seerat al-Mustafa, p. 280
78. Hilyat al-Awliya, Vol. 2, p. 109
79. Mu'jam al-Sahaba, Al-Baghawi, Vol. 5, p. 266
80. Al-Tabaqat al-Kubra, Vol. 3, p. 439
81. Asad al-Ghabah, Mu'adh ibn Jabal, may God be pleased with him, Vol. 5, p. 206, excerpted
82. Sunan Abu Dawud, Kitab al-Aqdah, Chapter Ijtihad al-Ra' fi al-Qada, Hadith: 3592
83. Seerat al-Mustafa, p. 452
84. Tazkirat al-Hufaff, Vol. 1, p. 23
85. Sunan at-Tirmidhi, Kitab al-Manaqib, Manaqib Mu'adh ibn Jabal, Hadith: 3815